البقرة : 283

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ

(اور اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے تو کوئی چیز گروی [رہن کے طور پر] قبضے میں دے دی جائے)

رَاهِن ← جو رہن دیتا ہے یعنی اصل مالک۔
مُرْتَهِن ← جو رہن لیتا ہے یعنی جسکے پاس رہن رکھی گئی ہو۔
مَرْهُوْن بِهٖ ← وہ رقم جو رہن کے بدلے قرض لی جاتی ہے۔

رَهْن (رِهان) ← گروی رکھی چیز جو قرض لیتے وقت ضمانت کے طور پر رکھ لی جائے۔ جیسے قرض لینے والا اپنی کوئی چیز مثلاً گھڑی یا زیور وغیرہ قرض دینے والے کے حوالے کر دے کہ میری یہ چیز آپ کے قبضے میں رہے گی، آپ اتنے پیسے مجھے دے دیجیئے۔ میں جب یہ پیسے واپس کر دوں گا تب آپ میری چیز مجھے لوٹا دیجیئے۔ یہ رہن قرض دینے والے کے قبضے میں دینا ہے۔

کوئی چیز گروی رکھنے کی اُس وقت ضرورت پیش آتی ہے جب قرض دینے والا مقروض پر اعتبار نہیں کرتا یا پھر کوئی کاتب نہیں ملتا یا سفر پر ہو یا کسی اور جگہ ہو جہاں کاتب تو موجود ہو مگر کاغذ یا دوات (Ink) یا قلم نہ ہو۔

رہن (گروی رکھنا) کا مطالبہ چار صورتوں میں ہوتا ہے :-

1> سفر میں ہو اور کاتب نہیں مل رہا۔
2> حضر میں ہو اور کاتب نہیں مل رہا۔
3> سفر میں کاتب مل سکتا ہے مگر قرض دینے والا صرف تحریر پر اعتماد نہیں کرتا اور اپنے قرضہ کی واپسی کی ضمانت کے طور پر رہن کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔
4> حضر میں کاتب مل سکتا ہے مگر قرض دینے والا صرف تحریر پر اعتماد نہیں کرتا اور اپنے قرضہ کی واپسی کی ضمانت کے طور پر رہن کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔

رہن تحریر کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے یا تحریر کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔
رہن میں جو چیز رکھی جاتی ہے اُسکی قیمت مَرْهُوْن بِهٖ کے قریب ہوتی ہے۔

بخاری :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی زِرہ (Armour) [لوہے کی] ایک یہودی [ابو شَحم] کے پاس تیس [30] صاع جو [Barley] کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

اور یہ رہن حضر میں تھا اور بلا تحریر تھا۔ لیکن اِن چاروں صورتوں میں رہن جائز ہے۔ قرآن میں صرف ایک صورت (سفر میں کاتب نہیں مل رہا) کا ذکر کیا گیا۔ کیونکہ عموماً یہ مسئلہ سفر میں پیش آتا ہے۔

رہن سے متعلق چند مسائل :-

1> گروی رکھی گئی چیز کے نفع اور نقصان کا ذمہ دار راہن (اصل مالک) ہی ہوتا ہے اور مُرتَهِن (جسکے پاس رہن رکھی گئی ہو) کے پاس وہ چیز بطور امانت ہوتی ہے۔ مثلاً خالد نے عباس کے پاس گائے رہن رکھی تھی۔ وہ گائے مر گئی یا چوری ہوگئی تو یہ نقصان خالد کا ہوگا عباس کا نہیں۔ اِسی طرح اگر گائے نے بچہ جنا تو گائے اور بچہ دونوں خالد کے ہوں گے عباس کے نہیں۔ یعنی نفع بھی مالک کا اور نقصان بھی مالک کا۔

2> چونکہ مرہونہ چیز مرتہن کے پاس بطور امانت ہوتی ہے اس لیے وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مثلاً اگر مکان گروی رکھی ہے تو مرتہن اُس مکان میں رہ نہیں سکتا اور نہ ہی کرایے پر دے سکتا ہے۔ اور اگر زمین گروی رکھی ہوئی ہے تو مرتہن اُس میں کھیتی باڑی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ سود ہوگا۔ اسلیے کہ یہ قرض پر فائدہ حاصل کرنا ہے۔

3> مگر جن چیزوں پر مرتہن کو کچھ خرچ بھی کرنا پڑے تو وہ اُن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مثلاً مرہونہ چیز گائے ہے تو اُسے چارہ وغیرہ ڈالنے کے بدلے اُس کا دودھ وہ استعمال کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی نے گھوڑا گروی کے طور پر رکھی تو اُسے چارہ وغیرہ ڈالنے کے عوض اُس پر سواری کر سکتا ہے۔ یہ قرض کا معاوضہ نہیں ہے بلکہ چارے کا معاوضہ ہے۔ یعنی مرتہن اُس مرہونہ چیز پر جتنا خرچ کرے گا اتنا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

بخاری :- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: گروی جانور پر اُس کے خرچ کے بدل سواری کی جائے۔ اِسی طرح دودھ والے جانور کا جب وہ گروی ہو تو خرچ کے بدل اُس کا دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے یا دودھ پیئے وہی اُس کا خرچ اُٹھائے۔

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ

(پھر اگر کوئی شخص دوسرے پر اعتماد کرے [اور رہن کا مطالبہ نہ کرے] تو جس پر اعتماد کیا گیا [مقروض] اُسے چاہیے کہ دوسرے کی امانت واپس ادا کرے)

⇐ اِس کا ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مُرتَهِن اُس رہن کو جو راھن نے اُس کے پاس رکھوائی تھی اُسے جیسے کے ویسے واپس کر دے۔ اُس رھن میں کمی بیشی نہ کرے، اُس میں خیانت نہ کرے۔ اُسے بیکار نہ کرے۔ اُس کا نقصان کر کے اُسے نہ دے۔
⇐ دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرض دینے والے کو مقروض پر اعتبار ہے کہ وہ میرے پاس رہن رکھ رہا ہے تو مجھے تحریر لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یعنی کاتب کی ضرورت نہیں ہے۔ تو پھر مقروض اُس قرضہ کی ساری رقم قرض دینے والے کو لوٹا دے اور اپنے رہن کو واپس لے۔
⇐ تیسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرض دینے والا اگر گروی کا مطالبہ نہ کرے اور باہم بھروسے پر ہی معاملہ کرے یعنی کوئی چیز گروی لیے بغیر مقروض کو قرض دے تو چاہیے کہ مقروض اُس قرض دینے والے کی امانت یعنی قرضہ یا جو چیز اُس نے لی ہو وہ واپس کرے۔
مقروض اس کا غلط فائدہ نہ اٹھائے یہ سوچ کر کہ تحریر لکھی ہوئی نہیں اور گواہ بھی نہیں تو قرض دینے والے کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔

مسند احمد (حسن) :- سَمُرَہ رضی اللہ عنہ بن جُندُب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک ہاتھ [دوسرے سے] جو چیز لیتا ہے، وہ اُس کے ذمے رہتی ہے یہاں تک کہ [دینے والے کو] واپس ادا کر دے۔

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ

(اور اپنے رب، اللہ سے ڈرے)

جسے امین سمجھا گیا ہے اُسے اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اُس قرض یا جو چیز اُس نے لی ہے وہ اُس کے مالک کو واپس کرے۔ اور یاد رکھے کہ اُس کا اور ہر چیز کا رب (خالق، مالک و مدبر) اللہ ہی ہے۔ اِس لیے اُس سے ڈرے اور دھوکے بازی نہ کرے۔

شریعت اسلامیہ میں قرض کے معاملے میں بہت سختی آئی ہے اور اُس سے بچنے کے لیے کہا گیا۔ اس لیے کوئی کسی سے قرض لے تو جلد از جلد اُسے واپس کر دے۔

قرض کی ادائیگی نہ کرنے والوں کے بارے میں چند حدیثیں :-

نسائی (حسن) :- محمد بن جَحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، پھر ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا، پھر فرمایا: "سبحان اللہ! کتنی سختی نازل ہوئی ہے!" ہم لوگ خاموش رہے اور ڈر گئے، اور جب دوسرے دن میں نے رسول ﷺ سے پوچھا: اللہ کے رسول! وہ کیا سختی ہے جو نازل ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم اُس ذات کی، جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایک شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے، پھر قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے، پھر قتل کیا جائے اور اُس پر قرض ہو تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک اُس کا قرض ادا نہ ہو جائے"۔

مسلم :- عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے، سوائے قرض کے"۔

ترمذی (حسن) :- رسول ﷺ نے فرمایا: "مومن کی جان اُس کے قرض کی وجہ سے اٹکی رہتی ہے جب تک کہ اُس کی ادائیگی نہ ہو جائے"۔

مسند احمد (حسن) :- جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا۔ ہم نے اُسے غسل دیا، حنوط لگائی (embalmed)۔ کفن پہنایا اور نمازِ جنازہ کے لئے نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ چند قدم چل کر نبی ﷺ نے پوچھا کہ اِس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ دو دینار قرض ہے۔ نبی ﷺ واپس چلے گئے [نبی ﷺ ایسے شخص کی نماز نہیں پڑھاتے تھے جس کے ذمہ قرض ہوتا]۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اُن کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اُس کا قرض میرے ذمہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مقروض کا حق تم پر آ گیا اور مرنے والا اُس سے بری ہو گیا۔ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ اِس پر نبی ﷺ نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ پھر ایک دن گزرنے کے بعد نبی ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ ان دو دیناروں کا کیا بنا۔ انھوں نے عرض کیا: کہ وہ کل ہی تو وفات پا گیا۔ بہرحال اگلے دن جب وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: کہ میں نے اس کا قرض ادا کر دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اب اُس کا جسم ٹھنڈا ہوا ہے۔

قرض سے پناہ مانگنے کی چند دعائیں :-

بخاری :- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ
(اے اللہ! بے شک میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔)

بخاری :- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ
(اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور کمزوری و سستی سے اور بزدلی اور بخل سے اور قرض کے بوجھ اور لوگوں کے سخت غلبے سے۔)

ترمذی (حسن) :- اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ
(اے اللہ! تو ہمیں حلال دے کر حرام سے کفایت کر دے۔ اور اپنے فضل [رزق، مال و دولت] سے نواز کر اپنے سوا کسی اور سے مانگنے سے بے نیاز کر دے۔)

اِنسان کے پاس کوشش کے باوجود جو کچھ اُس کے پاس ہے اُسی میں خوش رہے۔ اور کسی سے قرض لینے سے پرہیز کرے۔ اور اگر کسی سے قرض لیا ہے تو اُسے جلد از جلد ادا کرنے کی فکر کرے۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ

(اور تم گواہی نہ چھپاؤ)

رہن رکھ کر قرض لیتے وقت اگر کوئی گواہ بنا تھا اور گواہی دینے کی نوبت آئے تو اُس وقت وہ گواہی کو نہ چھپائے۔
اور دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی واقعہ کے پیش آتے وقت اگر کوئی وہاں موجود تھا حالانکہ اُسے گواہ نہیں بنایا گیا تھا اور وہاں گواہی کی ضرورت پیش آئے تو وہ گواہی کو نہ چھپائے۔
گواہی چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔ اِسلیے گواہی چھپائی نہ جائے، جھوٹی گواہی نہ دی جائے، اور گواہی کو بدلا نہ جائے۔

بخاری :- ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتایئے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ اُس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اب آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار رہو! جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی [سب سے بڑے گناہ ہیں]۔ خبردار رہو! جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔ نبی ﷺ اِسے مسلسل دہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آپ ﷺ خاموش نہیں ہوں گے

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ

(اور جو شخص گواہی چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ وہ گناہ گار ہے بلکہ کہا کہ اُس کا دل گناہ گار ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہا فَاِنَّهٗ قَلْبُهٗ اٰثِمٌ جو عام ترتیب ہے۔ یعنی زیادہ تاکید ہے اِس میں۔ مطلب یہ ہے کہ اُس کے گناہ دل کی گہرائی میں داخل ہو گئے ہیں۔

دل ہی خیر اور شر کا منبع (Source) ہے :
بخاری :- رسول ﷺ نے فرمایا "... سُن لو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا بدن ہی درست ہوتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن ہی بگڑ جاتا ہے۔ سُن لو! وہ ٹکڑا [انسان کا] دل ہے"۔

ترمذی (حسن) :- رسول ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر جب وہ گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور استغفار اور توبہ کرتا ہے تو اُس کے دل کی صفائی ہو جاتی ہے [سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے] اور اگر وہ گناہ دوبارہ کرتا ہے تو سیاہ نقطہ مزید پھیل جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ اور یہی وہ "رَان" ہے جس کا ذکر اللہ نے اِس آیت میں کیا: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [سورۃ المطففین : 14] (ہرگز نہیں! بلکہ اُن کے دلوں پر اُن کے اعمال کی وجہ سے زنگ [چڑھ گیا] ہے۔)

جب دل سیاہ ہو جاتا ہے تو روشن نہیں رہتا۔ سیاہ دل سے جو بھی شخص کوئی کام کرے گا اُس میں اچھے بُرے کی تمیز ہی نہیں رہے گی۔ دِل بے حِس ہوگا۔ غلط فیصلے کرنے لگے گا اُس کے دل میں اللہ کا خوف ہی نہ ہوگا۔
جیسے اندھیرے میں کوئی اگر کام کرے تو اُسے کچھ نظر نہیں آتا اِسی طرح جب دِل سیاہ ہو جاتا ہے تو اُس شخص کو نہیں پتہ چلتا کہ وہ اچھا کر رہا ہے یا بُرا کر رہا ہے، صحیح کر رہا ہے یا غلط کر رہا ہے۔

گناہ پہلے دل پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نیت میں خرابی آجاتی ہے۔ پھر وہ گناہ کا کام عمل میں آتا ہے۔ پھر مسلسل وہ گناہ کا کام کرتے کرتے ایک ایسا وقت آتا ہے جب انسان کا دل پوری طرح سیاہ ہو جاتا ہے۔ اُس وقت انسان کا دل اُس کی سوچ اور فکر پر اثر انداز ہوتا ہے پھر وہ جو بھی بات سوچے گا غلط اور اللہ کی نافرمانی کی بات ہی سوچے گا۔ دل کی ایسی حالت کو اللہ نے اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (اُس کا دل گناہ گار) سے تعبیر کیا ہے اور شہادت کو چھپانے والے ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

(اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے)

گواہ اگر گواہی کو چھپاتا ہے تو ہو سکتا ہے لوگوں کو اِس کا علم نہ ہو لیکن اللہ اُسے خوب جانتا ہے کہ کون گواہی کو چھپا رہا ہے، کون گواہی کو بدل رہا ہے اور کون جھوٹی گواہی دے رہا ہے۔
کبھی کبھار لوگ اِس لیے گواہی نہیں دیتے کیونکہ وہ گواہی اپنے ہی رشتہ دار کے خلاف جا رہی ہوتی ہے۔

آیت 282 اور اِس آیت 283 کا اختتام عَلِيْم (خوب جاننے والا/خوب علم رکھنے والا) پر ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جو بھی احکامات دیئے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم پر مبنی ہے۔